لوحِ دل

(غیر منقوط مجموعۂ کلام)

شعیب جاذبؔ

لوحِ دل

(غیر منقوط کلام)

شعیب جاذبؔ

اظہار سنز

19۔اردو بازار لاہور فون: 37230150

ہیڈ آفس: 9۔ریٹی گن روڈ لاہور فون: 37220761

E-mail: izharsons_2004@hotmail.com
www.izhar-sons.com

ضابطہ

کتاب	لوحِ دل
شاعر	شعیب جاذبؔ
سرورق	محسن اعجاز نظامی (وحید پلازہ ملتان)
تاریخ اشاعت	اپریل 2012ء
کمپوزر	یونس بزدار + طاہر عباس بھٹی
پرنٹر	اظہار پرنٹنگ پریس لاہور
پبلشرز	اظہار سنز 19 اردو بازار لاہور
قیمت	300 روپے
رابطہ	ناز سینما روڈ لیہ (0300-7512994)

انتساب

اس طاہر ہستی کے نام
جس کے اسم میں کوئی نقطہ نہیں

فہرست

☆☆☆

شعیب جاذبؔ ___ فن اور شخصیت

سید کوثر بخاری
ایم اے اُردو گولڈ میڈلسٹ' سیکریٹری ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ ڈیرہ غازی خان

ادب کی کئی جہتیں ہیں اور ہر جہت کی الگ پہچان ہے۔ متقدمین شعراء نے ان جہتوں کو اصنافِ سخن سے موسوم کیا۔ ادب کی مانوس جہتوں میں صنف غزل معروف ہے۔ ناقدین نے اچھی غزل کے لیے صنائع بدائع کو ضروری قرار دیا ہے۔ صنعت تکرار، صنعت ضدین، صنعت مراۃ النظیر، تلمیحات، تشبیہات، اور استعارات شعر کے حسن کی دلیل ہیں۔

عصر حاضر میں کتنے شاعر ہیں جو اپنی محنت شاقہ سے آسمان ادب کی بلندی پر مہرِ دُرخشندہ کہلائے۔ شعیب جاذبؔ ریگزار تھل کی پہچان ہے۔ غزل، نظم، قطعات، منقبات، حمد و نعت اُن کی شعری کاوشوں کا مرکز رہے ہیں۔

اُن کی مطبوعہ کُتب درج ذیل ہیں:

1- ''تفہیم الحسین'' ایوارڈ یافتہ، 2- خطیبِ نوکِ سناں''
3- ''ارمغانِ حرم''۔ 4- 'زخم اجالوں کے'' (ہائیکو)
5- ''پیاسی چھاگل پیاسے لوگ'' 6- ''دھوپ کا سائباں''
7- قریۂ احساس'' 8- تشنہ بادل صحرا کے''

نمل یونیورسٹی اسلام آباد نے ''شعیب جاذبؔ کی غزل گوئی کا مجموعی جائزہ'' (مقالہ برائے ایم۔ اے۔ اُردو۔) لکھوایا۔ ان کے اعتراف فن پر سہ ماہی ''پیامِ ادب'' کا ''شعیب جاذبؔ نمبر'' 2007 میں شائع ہوا۔ آثار و افکار اکادمی کراچی پاکستان نے ایوارڈ عطا کیا۔ ایوارڈ خواجہ فرید اکادمی ملتان۔ نسیم لیہ ایوارڈ اور روز نامہ جنگ ملتان نے بھی ایوارڈ سے نوازا۔

لوحِ دل (غیر منقوط) پختہ کار کہنہ مشق شاعر شعیب جاذبؔ کا منفرد مجموعۂ غزلیات ہے۔ شعیب جاذبؔ خداداد صلاحیتوں کا مالک ہے۔ یہ بجا کہ غیر منقوط شاعری علامتوں کی پگڈنڈیوں پر چلتی ہے مگر شعیب جاذبؔ نے علامتوں کو مناسب اور ضروری حد تک برتا ہے۔ انھوں نے سہل ممتنع

کو مدنظر رکھا ہے۔حسبِ روایت ''لوحِ دل'' کے شعری پیکر میں صنعتِ تکرار، صنعتِ ضدین، صنعت مراۃ النظیر کی بہار ہے۔

موجودہ دور غزل کے پیرائے میں انسانی مسائل کی کامیاب ترجمانی ہو رہی ہے۔ موصوف کی غزل بھی اس طرزِ احساس کی ترجمان ہے۔ان کے اسلوبِ سخن سے اس عہد کے فکری رویے نمایاں ہیں۔ان کا شعری مستقبل درخشاں ہے۔

کہرے کا کہرام سہی
مہر دمک کر آئے گا
گھاٹ سے گا گر آئے گی
ہاطل گھر گھر آئے گا
کھڑکی کو گر کھولو گے
اک روڑا در آئے گا

ان کی شاعری میں تازگی' اندازِ بیاں میں ندرت' مافی الضمیر کو بیان کرنے کا سلیقہ اور الفاظ کی صوری و معنوی گرفت عصری شعری تناظر میں انفرادیت کی حامل ہے۔تلمیحات ملاحظہ ہوں:

سرِ سدرہ اڑا
طائر لا مکاں
اسودی لمس ہے
روحِ کامل کے ہاں
رود ہے مصر کی
مصر کے دودماں

وہ ہے روئے اسود
ہر کس کا ہے دلدادہ

لوحِ دل پر ایک نظر

مہر اختر وہاب
پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج لیہ

شعیب جاذبؔ کا غیر منطوط شعری مجموعہ ''لوحِ دل'' ان کی لسانی مہارت اور فنی پختگی کی دلیل ہے۔ یہ گلدستۂ شعر ان کی نصف صدی کی شعری ریاضت کا ثمر ہے۔ حمدیہ شعر دیکھیے۔

وہ ہے لمعۂ مہر و ماہ
وہ ساطع ہے مطعم کا
وہ ہے ہر کس کا مولا
وہ مولا ہے ہر دم کا

شعیب جاذبؔ نے اپنا منفرد رنگِ سخن غیر منقوط کلام میں بھی برقرار رکھا ہے۔ لفظیات کا انتخاب اور رواں دواں اسلوب ان کے شعر کو دلفریبی عطا کر دیتے ہیں۔ ''حمد و نعت'' کے یہ شعر ملاحظہ ہوں:

اس کا علم معلائی
امی علم معالی ہے
اس کا محکم کار عمل
اصل اصول اصالی ہے

شعیب جاذب اپنے من میں ڈوب کر سوز و گداز کی لے میں اسرارِ حیات کی ترجمانی کرتا ہے۔ وہ اپنے عہد کے کرب کو اپنی ذات کے آئینے میں دیکھتا اور ساغرِ شعر میں پیش کرتا ہے۔ ان کی طبع رواں غزل سے فطری مناسبت رکھتی ہے۔ ان کی غزل میں عصری صداقتوں کا احساس بھی ہے اور فنی لطافتوں کا پاس بھی۔ تاریخی شعور اور تہذیبی شائستگی کے ساتھ ساتھ غمِ جاناں اور غمِ دوراں کا تذکرہ جاذبؔ کی غزل

کا مزاج متعین کرتا ہے۔ان کی غزل شادابی اور شگفتگی کے پیرائے میں قاری کو دعوتِ فکر دیتی ہے۔غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

لمحوں کے ٹھکرائے ہوئے
کہاں گئے دل والے لوگ
ہر دکھ درد سے آسودہ
درد و الم کے لالے لوگ

کسی ٹوٹے ہوئے دل کو سکوں ہو
درِ محرم سے مرہم لا رہا ہوں

کہاں در در کی ٹھوکر کھا رہا ہوں
درِ احساس کو کھٹکا رہا ہوں
کروں گا سر ہر اک کوہِ الائم
ہر اک کہسار سے ٹکرا رہا ہوں

ہر صدائے دَرا ہر حدی کی صدا
گرد سے اَٹ گئی سو رہو سو رہو
کاکلوں کی گھٹا مہکی مہکی ہوا
سحر آسا گھڑی سو رہو سو رہو
ہر سِوا ما سوا سہا سہا ہوا
واصلِ آگہی سو رہو سو رہو
بحرِ اوہام ہے کوئے کہرام ہے
حوصلے کی گھڑی سو رہو سو رہو

☆☆☆

لوحِ دل میں صنائع بدائع کی بہار

پروفیسر ڈاکٹر مزمل حسین، لیہ

مشرق ادبیات اور شعریات کی روایت میں صنائع بدائع ہر عہد میں مقبول رہے ہیں۔صنائع بدائع ایسے علم کا نام ہے جو کلام میں خوبیوں کا سبب بنتا ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ کلام فصیح و بلیغ اور مقتضائے حال کے مطابق ہو۔اگر کلام فصیح و بلیغ نہ ہو تو صنائع بدائع کی موجودگی صرف آورد ہو سکتی ہے کیونکہ کلام کے یہ پہلو (صنائع بدائع) بہت جلد ایک مضحک شکل اختیار کر سکتے ہیں اور کلام کی لطافت کو بڑھانے کی بجائے اس میں کمی کا باعث بن سکتے ہیں۔

کلام کی بعض خوبیاں الفاظ سے تعلق رکھتی ہیں اور بعض معانی سے لفظی خوبیوں کو صنائع اور معنوی خوبیوں کو بدائع کہتے ہیں اور دونوں (صنائع بدائع) کے لیے علم بدیع کی اصلاح استعمال ہوتی ہے اور الگ الگ بحث کرتے وقت انھیں صنائع لفظی اور صنائع معنوی میں منقسم کیا جاتا ہے۔وسیع تر مفہوم میں دیکھا جائے تو علم بدیع ایسا علم ہے جس کے جاننے والے سمجھنے سے کلام میں لفظی اور معنوی حسن پیدا ہوتا ہے یعنی اس علم کی بنیادی قدر حسن ہے اور علم بلاغت میں اس کا مقام علم بیان کے لبد متعین کیا گیا ہے جس طرح علم بیان کلام میں تہ در تہ معنی پیدا کرتا ہے اسے دل کش و دل آویز بناتا ہے اسی طرح صنائع لفظی و معنوی کلام میں وضاحت اور حسن پیدا کرتے ہیں۔تاہم ان کا غیر فطری اور کثرت سے استعمال شعر کی تاثیر اور لطافت کو زائل کر دیتا ہے اور بقول شبلی نعمانی: شاعری اور انشا پردازی میں ان کا استعمال ''دیباچۂ زوال'' ہے۔البتہ بلا قصد، بے ساختہ، بے تکلف اور فطری استعمال کلام کی خوب صورتی میں

اضافہ کرتا ہے۔ اسی لیے لانجائنس (Longinus) کہتا ہے کہ صنائع اس وقت
زیادہ زیادہ موثر ہوں گے جب اس بات کا پتا نہ چلے کہ یہ صنائع ہیں۔

مراد یہ ہے کہ صنائع بدائع کا برجستہ، برمحل اور رواں استعمال شعر و ادب کے
فطرتی حسن میں اضافہ کرتا ہے۔ اردو شاعری اس تناظر میں خوش قسمت ہے کہ اس کے
کلاسک عہد سے لے کر معاصر شعریات تک صنائع بدائع کا استعمال تواتر سے ہوا ہے۔

صنائع بدائع اردو شعری روایت کا حصہ ہیں شاید ہی کوئی نیا پرانا شاعر ہوگا
جس کے کلام میں صنائع بدائع کا استعمال نہ ہوا ہو، بلکہ حیران کن بات یہ ہے کہ غزل
کے ساتھ ساتھ نظم میں بھی صنائع بدائع باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ استعمال ہو رہے
ہیں۔ اس کی تابندہ مثال استاد شاعر شعیب جاذب کا مجموعہ کلام ''لوحِ دل'' ہے۔ اس
مجموعہ کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ اس میں پیش کی گئی ساری شاعری غیر منقوط ہے۔ غیر
منقوط، صنائع لفظی کی ایک صنعت ہے۔ چونکہ یہ صنعت ''لزوم مالایلزم'' کی ایک
صورت ہے اس لیے اختصار کے ساتھ اس صنعت کو سمجھ لینا ضروری دکھائی دیتا ہے۔
اصلاح میں کسی ایسے حرف یا کلمہ کا ہر شعر یا مصرع میں التزام کرنا جو دراصل لازم نہ ہو
۔ اس حوالے سے اس صنعت کو صنعت التزام بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی کلام میں کسی ایسی
چیز کو لازم کر لینا جو حقیقتاً لازم نہ ہو۔ اس صنعت کے استعمال سے کلام میں حسن و خوب
صورتی پیدا کرنے اور اپنی قادر الکلامی ثابت کرنے کے لیے لفظی ہیر پھیر سے کام لیا
ہے۔ منقوطہ کے علاوہ صنعت غیر منقوط، صنعت واسع الشفتین، صنعت واصل الشفتین،
صنعتِ مقطع، صنعت معرب، صنعت رقطاد، صنعتِ خیفا اور صنعت لبجا وغیرہ بھی ''لزوم
مالایلزم'' کی صورتیں ہیں۔

غیر منقوط کو ''عاطلہ'' بھی کہتے ہیں۔ ''عاطلہ'' کے لغوی معنی بے زیور کی

عورت ، پاخالی وغیرہ کے ہیں۔علم بدیع کی اصلاح کے مطابق اس صنعت کو مہملہ اور غیر منقوط بھی کہتے ہیں۔ وضاحت اس کی یہ ہے کہ شعر میں ایسے حروف کا استعمال کرنا جو تمام کے تمام غیر منقوط ہوں۔ غیر منقوط کی یہ صورت پورے شعر میں بھی ہو سکتی ہے۔

جس طرح ہم نے لکھا ہے کہ غیر منقوط ایسی صنعت ہے جس کے مطابق شعر یا مصرع میں التزام کرنا جو دراصل لازم نہ ہو، مراد یہ ہے کہ تخلیق کار اس صنعت میں حروف کے چناؤ میں کس طرح کا التزام کرتا ہے جس سے بعض اوقات لطافت میں کمی بھی آجاتی ہے مگر فنی شعور رکھنے والے شعراء اس سقم سے بچے رہتے ہیں۔ شعیب جاذب ایسے ہی فنکار ہیں جنھوں نے ''لوحِ دل'' کے عنوان سے ایسا شعری مجموعہ تخلیق کر دیا ہے جو غیر منقوط ہونے کے ساتھ ساتھ برجستگی اور روانی کی بڑی مثال ہے۔اس مجموعے میں حمد کے ساتھ ساتھ غزلیات بھی شامل ہیں جن کے جملہ اشعار غیر منقوط صنعت میں سامنے آئے ہیں مگر ان کے مطالعے سے کہیں بھی آورد کا شائبہ نہیں ہوتا۔ برجستگی اور روانی کی مثالیں دیکھیے:

وہ ہے دم دم کا ہمدم
وہ ہمدم ہے دم دم کا
وہ ہے ہر کس کا مولا
وہ مولا ہے ہر دم کا
وہ ہے رحم وکرم کی عطا
وہ معطی ہے معظم کا [1]

شعیب جاذب نے اپنی اس برجستگی اور روانی کو زیادہ موثر بنانے کے لیے جگہ جگہ صنعت تکرار سے کام لے کر کلام میں صوتی حسن بھی پیدا کیا ہے۔ صنعت تکرار

1. لوحِ دل ——— شعیب جاذب

کوتکریر بھی کہا جاتا ہے۔اس کے لغوی معنی دہرانا یا بار بار کرنا، کے ہیں۔علم بدیع کی اصلاح میں صنعت تکرار اس صنعت کو کہتے ہیں جس کے تحت شعر یا مصرع میں کسی لفظ کوتاکید یا زور دینے کے انداز میں تکرر لایا جائے۔

ہر سو دھواں دھواں ہے گھر گھر
کس کی آگ لگائی ہے!!

گھر گھر ہوگا کار گماں
اہل در در ہوں گے

الگ الگ ہے موسم گل
ہر موسم ہے الگ الگ

طرح طرح کے درد والم
طرح دار اٹھا کر لائے

گھر گھر در در الگ الگ
لاکھ مسائل گاؤں کے

شعیب جاذب نے بڑی سہولت کے ساتھ صنعت تکرار کو استعمال کر کے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ ان کے پاس لفظوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے جسے وہ جہاں چاہیں آرام سے استعمال کر لیں اور یہاں یہ بات کہنا بھی لازم دکھائی دیتا ہے کہ وہ صرف کلام میں صوتی حسن پیدا کرنے کے لیے تکرار کا سہارا نہیں لیتے بلکہ اپنے موقف کو

گہرائی اور قطعی انداز میں بیان کرنے کے لیے بھی اس صنعت کا استعمال کرتے ہیں۔

کارواں کارواں گرد ہی گرد ہے
راہرو ہے کہاں گرد ہی گرد ہے

لمعۂ کاہ کاہ ساطعِ مہر و ماہ
طالعِ کامراں گرد ہی گرد ہے

شعیب جاذبؔ کے ہاں صنعتوں (صنائع بدائع) کی ایک پوری بہار ہے اور انھوں نے جہاں مشکل ترین صنعت غیر منقوطہ کا استعمال کیا ہے وہاں سب سے زیادہ مقبول اور زیادہ استعمال ہونے والی صنعت مراعات النظیر سے بھی کام لیا ہے۔ مراعات النظیر کو ائتلاف، تلفیق اور مواخات بھی کہتے ہیں۔ کلام میں چند ایسی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں تضاد کے سوا کسی قسم کی مناسبت ہو۔ مثلاً باغ کے ذکر کے ساتھ گل، بلبل، بہار، خزاں، صیاد، ندی اور باغباں وغیرہ کا ذکر کرنا اس صنعت کے استعمال سے کلام میں انتہا درجے کا فنی حسن پیدا ہوتا ہے۔ شعیب جاذبؔ کے ہاں اس فنی حسن کے متنوع پہلو مراعات النظیر کی شکل میں موجود ہیں:

درا کی ہر صدا ملہار آسا
حدی کاروں کے سرگم گا رہا ہوں
گلوں کو اوس سے دہکا رہا ہوں
سحر کی آگ سے سلگا رہا ہوں
گل کی مہکار ہے اوس گلہار ہے
اوس مہکی ہوئی سو رہو، سو رہو

گر گھرے ساگر ہوں گے
ساحل ساحل گھر ہوں گے

الگ ہے کلی کلی کی لے
لالے کے گلہار الگ
الگ ہے راہوں کا راہی
راہی کے رہوار الگ

شعیب جاذبؔ نے صنعت سہل ممتنع کا استعمال بھی خوب کیا ہے۔ سہل کے لغوی معنی آسان کے ہیں جب کہ ممتنع کا مطلب دشوار یا مشکل ہے اصطلاح میں ایسا شعر جو بظاہر آسان معلوم ہو مگر در حقیقت ایسا کلام کہنا دشوار ہو۔ ایا اتنا آسان اور سادہ شعر جس کی نثر نہ کی جا سکے اور یہ کہنا بھی بجا ہے کہ اس صنعت کا استعمال شاعر اس وقت کرتا ہے جب اس کا لسانی اور فنی شعور عروج پر ہوتا ہے۔ اس پس منظر میں شعیب جاذبؔ کے ہاں سہل ممتنع کی مثالیں دیکھئے:

لمحوں کے ٹھکرائے ہوئے
کہاں گئے دل والے لوگ
گلوں کو اوس سے دہکا رہا ہوں
سحر کی آگ سے سلگا رہا ہوں

درد سے مالا مال رہے
آسودہ ہر حال رہے

کوئی روگ لگائے دل کو
کوئی دل کا روگ ہٹائے

کوئی محلوں کو مہکائے
کوئی محلوں کو ٹھکرائے

شعیب جاذبؔ نے ایک اور صنعت جسے عرفِ عام ''تجنیس'' کہتے ہیں اُسے بھی کثرت سے استعمال کیا ہے۔ لفظ ''تجنیس'' جنس سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں: ''قسم، جماعت، نوع، صنعت، علم بدیع کی اصلاح ہیں یہ وہ صنعت ہے جو لفظوں کو مختلف پیرائے، محل وقوع اور ترتیب میں استعمال کرے۔ یعنی لفظوں کا بظاہر شابہ ہونا مگر معنی میں مختلف ہونا یہ صنائع لفظی میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی صنعت ہے۔ جس کی کئی اقسام ہیں۔ جو کلام میں لفظی حسن اور لطافت کا باعث بنتی ہیں۔ شعیب جاذبؔ کے ہاں اس صنعت کی کئی صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔

؎ وہ ہے دم دم کا ہمدم
وہ ہمدم ہے دم دم کا

ہر مولائی کا مولا
ہر کس اس کا موالی ہے

درد سے مالا مال رہے
آسودہ ہر حال رہے

کوئی سرما کا سرمائی
کوئی لُو کی گرمی کھائے

ان کے ہاں علم بدیع کی متنوع صنعتیں جلوہ افروز ہیں جو ان کے لسانی اور فنی شعور کا پتا دیتی ہیں۔اس حوالے سے چیدہ چیدہ صنعتیں دیکھئے:

ہٹاؤں راہ رو کی راہ سے روڑے
کوئی صر صر کہاں ٹھکرا رہا ہے

{شبہ اشتقاق}

کوئی سکھ کے سر گم گائے
کوئی دکھ کے علم اٹھائے

{تضاد}

ماہِ دل کی رمک دمک
گورے ہوگئے کالے لوگ

وہ راحم وہ الرحماں
وہ اکرام ہے اکرم کا

{تنسیق الصفات}

الگ ہے کلی کلی کی لے
لالے کے گلہار الگ

{صنعت ردالعجز علی الصدر}

گل گلالی ملے
لہو کی لالی ملے

ردالعجز علیالعروض

شعیب جاذبؔ کے ہاں صنعتوں کا یہ استعمال لاشعوری اور برجستہ استعمال ہوتا ہے۔اس لیے اول تا آخران میں ایک فنی حسن برقرار رہتا ہے۔ ممکن ہے غیر منقوطہ صنعت کے استعمال میں انھوں نے بڑی ریاضت کے کام لیا ہوگا دیگر صنعتیں روانی میں درآئی ہیں۔اور بدیع میں اسی وقت حسن اور دلکشی قائم رہتی ہے جب اس کا استعمال بے ساختہ اور فطری انداز میں ہو۔اگر چہ اردو شاعری حتیٰ کہ اردو نثر {مثلاً فسانہ عجائب} پر ایسے لمحات آئے کہ اس میں شعوری طور پر علم بدیع کا استعمال کیا گیا لیکن اس رجحان اور انداز کو اس لیے جلا رد کر دیا گیا کہ اس طرح علم بدیع کلام کا زیور بننے کے بجائے اس کی بدصورتی کا سبب بن جاتا ہے۔ بلاغتی ماہرین اس انداز کو ایسی بدصورت عورت کے مانند سمجھتے ہیں جس پر خواہ مخواہ کا زیور لاد کر اسے مزید بھونڈا بنا دیا گیا ہو۔مگر جس وقت صنائع بدائع آمد کے انداز میں شعروادب کا حصہ بنتے ہیں تو کلام کا فنی حسن اپنے عروج کو جا پہنچتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں موجود صنعتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ معاصر اردو شاعری اپنی لسانی اور فنی روایت سے وابستہ ہے بطور خاص تجنیس، تضاد، غیر منقوطہ اور مراعات النظیر کے استعمال نے اردو زبان کے ذخیرہ میں نہ صرف اضافہ کیا ہے بلکہ موجودہ اردو لسان کو ہر اعتبار سے ترقی بھی دی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں غیر منقوطہ الفاظ کا شاعری میں مستعمل ہونا ایک معجزے سے کم نہیں اور شعیب جاذبؔ اس عمل میں سرخرو ہوئے ہیں۔

مآخذ

1-مزمل حسین، ڈاکٹر، اُردو میں علم بیان اور علم بدیع کے مباحث (لاہور: مجلس ترقی ادب، 2010ء) ص595
2-جالبی، جمیل، ڈاکٹر، ارسطو سے ایلیٹ تک (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1997ء) ص-152
3-بحوالہ، اُردو میں علم بیان اور علم بدیع کے مباحث، ص142
4-ایضاً-ص-146
5-دبیر، مرزا، منتخب مراثی دبیر، نظیر فتح پوری، ڈاکٹر، مرتب، (لاہور) مجلس ترقی ادب، 1989ء) ص505
6-شعیب جاذب، لوحِ دل (لاہور: اظہار سنز، 2012) ص05
7-بحوالہ، اُردو میں علم بیان اور علم بدیع کے مباحث، ص145-
8-لوحِ دل، ص27-
9-ایضاً ص-32
10-ایضاً ص75-
11-لوحِ دل-ص-81
12-لوحِ دل ص-88
13-اُردو میں علم بیان اور بدیع کے مباحث199
14-لوحِ دل-ص-11-
15-ایضاً-ص-13
16-ایضاً-ص-19
17-ایضاً-ص-30
18-ایضاً-ص-37
19-ایضاً-ص-40
20-ایضاً-ص09
21ایضاً-ص13
22-ایضاً-ص15
23-ایضاً-ص23
24-ایضاً-ص26
25-اُردو میں علم بیان اور بدیع کے مباحث، ص-167-
26- لوحِ دل، ص-05
27-ایضاً-ص08
28-ایضاً-ص15
29-ایضاً-ص23
30ایضاً-ص12
31-ایضاً-ص23
32-ایضاً-ص09
33-ایضاً-ص10
34-ایضاً-ص03
35-ایضاً-ص37
36-اُردو میں علم بیان اور بدیع کے مباحث، ص05

اظہارِ تشکر

شعیب جاذب

میں جناب پروفیسر مہر اختر وہاب پرنسپل پوسٹ گریجویٹ کالج لیہ کا دل کی
اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں جن کے مثبت مشوروں سے لوحِ دل کے صوری
و معنوی حسن میں اضافہ ہوا۔ سید کوثر بخاری کی دعائیں بھی شامل حال رہیں۔
پروفیسر ڈاکٹر مزمل حسین کا بھی شکر گزار ہوں۔ میں جناب مشتاق احمد انجم ڈی۔سی۔او
لیہ کا ممنون کرم ہوں جنہوں نے ہر قدم پر میری حوصلہ افزائی کی۔ محترم محمد جاوید اقبال
سابق ڈی۔سی۔او۔ ضلع لیہ اور جناب مہر محمود اختر سابق۔ڈی۔سی۔او۔ ضلع لیہ،
جناب محمد فاروق ڈوگر اے۔سی۔لیہ، شاہد عباس جوئیہ اے۔سی۔چوبارہ کا بھی ممنون
ہوں جن کی معاونت سے آسودہ خاطر ہوں۔

محسن اعجاز نظامی (ملتان) کا بھی احسان مند ہوں جنہوں نے لوحِ دل کا
سرورق کمپوز کیا جناب صابر حسین بھٹی، جناب طاہر حسین بھٹی اور بالخصوص یونس بزدار کا
ممنون ہوں جنہوں نے عمدہ کمپوزنگ سے اس مجموعہ کے صوری حسن میں اضافہ کیا۔

جناب پروفیسر شاہد عباس (ملتان) کا بھی شکر گزار ہوں جن کی نظر ثانی سے
لوحِ دل کے اشعار لاثانی ہو گئے۔

☆☆☆

وہ ہے لمعۂ مہر و ماہ
وہ ساطع ہے مطعم کا
وہ ہے ہر کس کا مولا
وہ مولا ہے ہر دم کا

حمد

وہ مونس دو عالم کا
وہ علاّم معلم کا

وہ رگ رگ کا حرم کدہ
وہ احرام ہے محرم کا

وہ راحم وہ الرحماں
وہ اکرام ہے اکرم کا

وہ حاکمُ احکام کا ہے
وہ احکم ہے محکم کا

وہ ارواحوں کا ہے روح
وہ اڈّام ہے آدم کا

وہ طاؤسی وہ ہے ہما
وہ طوطی ہے ظارم کا

وہ ہے لمعۂ مہر و ماہ
وہ ساطع ہے مطعم کا

وہ ہے صالح کا مصلح
وہ مصلح ہے مسلم کا

وہ ہے دردِ دل کی دوا
وہ لس دار ہے مرہم کا

وہ ہے رحم و کرم کی عطا
وہ معطی ہے معظم کا

وہ ہے دم دم کا ہمدم
وہ ہمدم ہے دم دم کا

وہ ہے مال سری ملہار
وہ سر ہے ہر سرگم کا

وہ ہے وردِ صلے اعلےٰ
وہ ہے ورد مکرمؐ کا

وہ ہے ہر کس کا مولا
وہ مولا ہے ہر دم کا

----OOO----

حمادِ حمد

سرورِ عالم عالی ہے
دو عالم کا والی ہے

اس کی روحِ معطر سے
مہکی ڈالی ڈالی ہے

اس سے معطر لالہ و گل
مہک کدوں کا والی ہے

اس کا علم معلّائی
امیؐ علم معالی ہے

لمعائی کردار اس کا
کامل اسوۂ عالی ہے

اس کا محکم کارِ عمل
اصل اصول اصالی ہے

وہ اولیٰ وہ سرِ ولی
وہ اسرارِ کمالی ہے

وہ ہے معلیٰ کا مدعوٌ
وہ اسرارِ وصالی ہے

ماہ گلو در ہالہ ہوا
ساطع ماہِ ہلالی ہے

اس کی ہے کالی کملی
ہر سو کہر ہٹالی ہے

عطر رسول مکرمؐ کا
گلی گلی مہکالی ہے

سرورِ عالم کے در سے
دردِ دل کی دوا لی ہے

ہر مولائی کا مولا
ہر کس اس کا سوالی ہے

----ooo----

O

درد و الم کے ڈھالے لوگ
اُٹھ گئے گورے کالے لوگ

لمحوں کے ٹھکرائے ہوئے
کہاں گئے دل والے لوگ

لوہے کی روئی کی طرح
کوہساروں کے گالے لوگ

لوٹ کے آئے مرگھٹ سے
راکھی کے رکھوالے لوگ

ماہِ دل کی رمک دمک
گورے ہو گئے کالے لوگ

ہر دُکھ درد سے آسودہ
درد و اَلم کے لالے لوگ

لُوٹ کے آئے گھر گھر کو
گھر گھر کے رکھوالے لوگ

دلداروں کی دلدل سے
کوسوں دُور ہٹالے لوگ

☆☆☆

O

کہاں در در کی ٹھوکر کھا رہا ہوں
درِ احساس کو کھٹکا رہا ہوں

درا کی ہر صدا ملہار آسا
حدی کاروں کے سرگم گا رہا ہوں

کئی دوراہے راہِ آگہی کے
صراطِ آگہی سے آ رہا ہوں

کروں گا سر ہر اک کوہِ الائم
ہر اک کہسار سے ٹکرا رہا ہوں

مرا ہی اسم اس کے اسم سے ہے
اسی کے اسم کو دُہرا رہا ہوں

اُٹھے گا کہر کا کہرام ہر سو
سحر کی سرحدوں سے آ رہا ہوں

کسی ٹوٹے ہوئے دل کو سکوں ہو
درِ محرم سے مرہم لا رہا ہوں

دھواں کڑوا ہے کس آلودگی کا
کہاں سگرٹ کوئی سلگا رہا ہوں

☆☆☆

O

گلوں کو اوس سے دہکا رہا ہوں
سحر کی آگ سے سلگا رہا ہوں

مہک آئی معطر کاکلوں سے
گل سوری سے دھوکہ کھا رہا ہوں

کوئی سکہ ملے گا اس کے در سے
درِ اہلِ کرم کھٹکا رہا ہوں

کہاں ہے سرد مہری کی سعادی
ہوا سے کوئلے دہکا رہا ہوں

سری کالوں کے دوہوں کی مدد سے
گرو کے گوردوارے ڈھا رہا ہوں

ہٹاؤں راہ رو کی رہ سے روڑے
کوئی مرمر کہاں ٹھکرا رہا ہوں

O

درد سے مالا مال رہے
آسودہ ہر حال رہے

درد سے مالا مال رہے
آسودہ ہر حال رہے

مال رہے اموال رہے
سدمدرہ احوال رہے

ہو گا ہر اک گھر مسرور
گر ماؤں کے لال رہے

کہاں رہے گی سرد ہوا
لُو گر سارا سال رہے

گوری گوری لہروں کا
سارس ماہی وال رہے

ماہِ ساطع آسودہ
ہم سادہ احوال رہے

☆☆☆

O

ہر سو کال دکال ملے
آدم کس کس حال ملے

درد و الائم کی وادی
سُد مُدرہ احوال ملے

رواں دواں ہر لالہ و گل
موسمِ گل کس حال ملے

روگی سر ٹکرائے گا
گر کوہِ ہماّل ملے

☆☆☆

O

لو سحر آ گئی سو رہو سو رہو
ہے سکوں کی گھڑی سو رہو سو رہو

سو گئے آسماں سہمے سہمے مکاں
سو گئی ہر گلی سو رہو سو رہو

گُم گلوں کی لہک اُڑ گئی ہے مہک
کس سہارے کلی سو رہو سو رہو

ہر صدائے درا ہر حدی کی صدا
گرد سے اٹ گئی سو رہو سو رہو

کاکلوں کی گھٹا مہکی مہکی ہوا
سحر آسا گھڑی سورہو سورہو

گل کی مہکار ہے اوس گلہار ہے
اوس مہکی ہوئی سو رہو سو رہو

صحرا صحرا صدا ہر صدائے گدا
اٹھ کے گم ہو گئی سورہو سورہو

ہر سوا ما سوا سہا سہا ہوا
واصلِ آگہی سو رہو سو رہو

محوِ اکرام ہے سرگرم گام ہے
سُر ہے آرام کی سو رہو سو رہو

کہرِ اوہام ہے کوئے کہرام ہے
حوصلے کی گھڑی سو رہو سو رہو

دودِ آہ رساں سرد ہے کارواں
ہے ہوا موسمی سو رہو سو رہو

کوئے احساس ہے دکھ کسے راس ہے
دامِ آسودگی سو رہو سو رہو

☆☆☆

O

ہم لساں گم ہو گئے
آسماں گم ہو گئے

سرگمِ آہِ رساں
راگ داں گم ہو گئے

مدرکِ اہلِ سحر
رائگاں گم ہو گئے

دو گھڑی کے دودماں
وہ کہاں گم ہو گئے

صرصر اہل دول
گھر مکاں گم ہو گئے

درک آئے گا کہاں
درک داں گم ہو گئے

سرحدوں کے داد رس
وہ کہاں گم ہو گئے

ہمدم گلہار گل
مہک داں گم ہو گئے

☆☆☆

O

کوئی سکھ کے سرگم گائے
کوئی دُکھ کے علم اُٹھائے

کوئی سرما کا سرمائی
کوئی لُو کی گرمی کھائے

کوئی مہکے ڈالی ڈالی
کوئی طائر صحرا آئے

کوئی روگ لگائے دل کو
کوئی دل کا روگ ہٹائے

کوئی ڈال کو کاٹے مورکھ
کوئی ڈال سے دل کو لگائے

کوئی ساگر کا ہے گوہر
کوئی گڈری کو مہکائے

کوئی رکھے دل لوگوں کا
کوئی لوگوں کو اُکسائے

کوئی دل سہلائے حائر
کوئی ساحل کو ٹھکرائے

کوئی راہی مہر آسا ہو
کوئی عصر کے سائے سائے

☆☆☆

O

کوئی محلوں کو مہکائے
کوئی محلوں کو ٹھکرائے

کوئی گالوں کا ہے لطمہ
کوئی گالوں کو سہلائے

کوئی دِرہم کا دلدادہ
کوئی دِرہم کو ٹھکرائے

کوئی در در کا دُر گوہر
کوئی در در ٹھوکر کھائے

کوئی دود ہے آہ دل کا
کوئی سگرٹ کو سلگائے

کوئی گھر گھر کا رکھوالا
کوئی گھر گھر آگ لگائے

کوئی مال اموال کا حارص
کوئی لاکھوں مال اُڑائے

کوئی ہے مسرورِ سروداں
کوئی کرے ہے ہائے ہائے

☆☆☆

O

ہر سو گرد اُڑائی ہے
صرصر کی رُسوائی ہے

ہر سو گردوں گرد آلود
کس کی راکھ اُڑائی ہے

ہر سو دھواں ہے گھر گھر
کس کی آگ لگائی ہے

ہر سو ہے ساحل آسودہ
اک ماہی لہرائی ہے

ہر سو ہے ڈھولک کی ڈم ڈم
کس کی ڈولی آئی ہے

ہر سو دھومِ ہوس کاروں کی
سسکاروں کی دہائی ہے

ہر سو ہو گا دھواں دھواں سا
آگ اگر دہکائی ہے

ہر سو ہے ٹھوکر ہی ٹھوکر
دم دم ٹھوکر کھائی ہے

☆☆☆

O

ہر سو کاسے کم ہوں گے
ہر سو اہلِ کرم ہوں گے

سرد سراؤں کے مہماں
وہ ہوں گے اور ہم ہوں گے

آمد ہے گلہاروں کی
مہک کدے درہم ہوں گے

سائے ہوں گے سرگرداں
مہر اگر مدھم ہوں گے

گئی صدی کے سکے ہی
کھالوں کے دِرہم ہوں گے

دردِ دل کے کل محرم
ہم ہوں گے ہمدم ہوں گے

☆☆☆

○

گر گھرے ساگر ہوں گے
ساحل ساحل گھر ہوں گے

درد کا درماں ہوں گے لوگ
لوگ ہی دردِ سر ہوں گے

ہر ہمدم کے درد و الم
لوگوں کے گوہر ہوں گے

سحرِ سحر سے رو گرداں
آکاسی عسکر ہوں گے

موسلا دھار گھٹا ہو گی
گھاٹ کئی گھر گھر ہوں گے

ہر سو ہو گا دودِ آہ
دھواں دھواں ماطر ہوں گے

گھر گھر ہو گا کارِ گماں
اہلِ در در در ہوں گے

☆☆☆

O

روئے اوس اداس
سوکھ رہی ہے گھاس

نرگس کا احساس
کہاں ملے گا ماس

گلہاروں کو ہے
مہک کدوں کی آس

طولِ عمرِ رواں
کس کو آئی راس

O

روئے اوس اداس
سوکھ رہی ہے گھاس

کرگس کا احساس
کہاں ملے گا ماس

گلہاروں کو ہے
مہک کدوں کی آس

طولِ عمرِ رواں
کس کو آئی راس

وصل کا ہر لمحہ
دوری کا احساس

لہر اداسی کی
ٹوٹ گئی ہے آس

سائے گھر کے عدو
اڑ گئے حس و حواس

گاؤں گا سرگم
دل ہو لاکھ اُداس

☆☆☆

O

گوہر دُر الماس
ہر گدڑی کی آس

ملاحوں کا گھر
ساگر کا ہر طاس

موردِ آہِ رساں
گرد آلود آکاس

ساگر صحرا کے
کہاں گئے الماس

مہر ہے لہو لہو
لہو لہو ہر آس

سرس ہواؤں کے
گم صم ہے آکاس

درد و الائم دکھ
کس کو آئے راس

☆☆☆

O

ہر دل کا دلدار الگ
دار الگ سردار الگ

الگ ہے سولی کا سائل
سولی کے اسرار الگ

الگ ہے کلی کلی کی لے
لالے کے گلہار الگ

الگ ہے گلدم کی سمرا
طائر کی ہر ڈار الگ

الگ دھواں ہے سگرٹ کا
سگرٹ کی سرکار الگ

الگ ہے اہلِ کرم کی عطا
دَر دَر کاسہ دار الگ

الگ ہے درد دل کا سکوں
دَرد کی ہے سسکار الگ

☆☆☆

O

لُو کی ہے لُوکار الگ
سردی کی سسکار الگ

الگ ہے دردِ دل کی دوا
مرہم کے اصرار الگ

الگ ہے مرداروں کی لے
مُلحد کے کردار الگ

الگ ہے لہروں کا دھارا
ماطرِ موسلا دھار الگ

الگ ہے مصر کی ہر مہلا
مہلا کا کردار الگ

الگ ہے عصرِ گل مالا
کاکل کی مہکار الگ

الگ ہے روحوں کی کوئل
کوئل کی کُوکار الگ

الگ ہے راہوں کا راہی
راہی کے رہوار الگ

☆☆☆

O

ہر گل کی مہکار الگ
گلہائے گلہار الگ

الگ ہے عابدِ عہدِ رواں
عہد کے عہدہ دار الگ

الگ ہے آہوں کا ہمدم
آہوں کے احرار الگ

الگ ہے ملاحوں کی لے
لہروں کے ملہار الگ

الگ ہے عاطرِ مہک کدہ
عطر الگ عطار الگ

الگ ہے دلداروں کا دِل
دِل دِل کے دلدار الگ

الگ ہے دوسِ وہم و گماں
وہم کے ساہوکار الگ

☆☆☆

O

سرسوں کی سسکار الگ
صرصر کا اصرار الگ

الگ ہے لہروں کا لہری
لہروں کی لہکار الگ

الگ ہے روحوں کی وادی
روحوں کا کرار الگ

الگ ہے سرِ دردِ دل
درد آسا اسرار الگ

الگ ہے اہلِ کرم کی عطا
در در کی درکار الگ

الگ ہے دکھ کا کوہ گراں
آہوں کے کہسار الگ

☆☆☆

O

دارِ الم ہے الگ الگ
دھارِ عدم الگ الگ

الگ الگ ہے مہک کدہ
کوئے ارم ہے الگ الگ

الگ الگ ہے کارِ حرم
ہر محرم ہے الگ الگ

الگ الگ ہے موسمِ گل
ہر موسم ہے الگ الگ

الگ الگ ہے وردِ گدا
اہلِ کرم ہے الگ الگ

الگ الگ ہے ہر سائل
کارِ کرم ہے الگ الگ

الگ الگ ہے ہر حاکم
حُکم حَکم ہے الگ الگ

الگ الگ ہے کاسۂ گل
کاسۂ سَم ہے الگ الگ

☆☆☆

O

صر صر آئی گل سہلا کر
کاکل مہکے عطر لگا کر

لہو لہو ہے مہرِ گردوں
کوہساروں سے سر ٹکرا کر

ہر سو دھول سے اٹ گئے صحرا
صرصر آئی گرد اُڑا کر

ہرے ہرے موسم کے مالک
سوکھا دل ہے اس کو ہرا کر

گم کردہ راہوں کے راہی
گاؤں لوٹے آس لگا کر

ٹوڑی آسا گائے کوئل
ڈالی ڈالی کو لہرا کر

کہساروں کا ہر کوہساری
آئے گا روڑے اٹکا کر

گمراہی کی لہر الگ ہے
لہرائے گی سر کو اُٹھا کر

O

ماہی آئے سر کو اٹھا کر
گلی گلی کے گل مہکا کر

لوٹ آئے گا کوئی محرم
سارے عالم کو ٹھکرا کر

کوئی راول لہو رُلائے
درد و الم کے دوہے گا کر

گردا گرد حصارِ دوئی
لوٹ آؤں گا اس کو گرا کر

لوٹ آئے صحرا سے راہی
دہکی دہکی گرمی کھا کر

ملاحوں کی ملہاروں سے
لہر اُٹھی ہے سرگم گا کر

کہر سحر دم کہرائے گی
کالی کالی گرد اڑا کر

ہر اک سے وہ ٹکرائے گا
گاؤں کی راہوں سے آ کر

☆☆☆

O

گل گوں آئے عطر لگا کر
اوس آئی ہے آگ لگا کر

دل سے درد کی ہوک اُٹھے گی
گر مسرور ہو دل کو لگا کر

صحراؤں کی صحرا گردی
لے آئی ہے گرد اُٹھا کر

مہرِ حارہ ، لُو کی گرمی
صر صر آئی گرمی کھا کر

لوٹ آئے گا محل سرا سے
آس کے سارے محل گرا کر

سہلائے گی گال گلوں کے
اوس سحر دم گل مہکا کر

O

مٹی کے صلصال
گلدم محوِ سوال

رودادِ احوال
ڈالے رمل رمال

آدمی کہاں ملے
ہرسو کال دکال

مرگ آسا ہے مہر
ہے لوکار وصال

گلدم گرد آلود
سکھ آسا صلصال

لہروں سے ہٹ کر
روئے ماہی وال

کاکلِ عطر کدہ
عاطر گل کا مآل

کوئل کی کُو کُو
ہرا ہرا ہے ڈال

گرمی عمر رواں
سر گرمِ اعمال

☆☆☆

O

لمحۂ آہِ وصال
دور ہو گردِ ملال

محمل سرک گئے
کہاں گئے اٹھوال

اگلی صدی آئے
اس وعدے کا سال

گرد آلود عکاس
مدھم روئے ہلال

در در کھڑکائے
گمراہی صد سال

گُدڑی کے گوہر
سُد مُدرہ احوال

لہروں کے کھلواڑ
ملاحوں کے لال

سحر اماوَس کی
سرد روی کو ٹال

عالم علمِ رسا
سائل محوِ سوال

☆☆☆

O

مہک کاکلوں کی کدھر آ گئی
دل و روح کر کے امر آ گئی

ہے ٹوٹا مکاں اک سرِ ساحلاں
اگر لہر اُٹھ کے ادھر آ گئی

کسی سرد وادی کی آہِ رسا
ہمالہ سے ٹکرا کے سر آ گئی

کہو آسماں سے ہٹائے دھواں
ارادوں کی حدِ سحر آ گئی

کہاں دردِ دل کو ملا ہے سکوں
دُعا گو دواؤں کے گھر آ گئی

اداسی ہے احساس کا اک گماں
اداسی سے کہدو سحر آگئی

کہاں رسم داری ادا کر سکے
کوئی اک مہم اس کے سر آگئی

ہوا آسا ہوگی لہو کی صدا
وہ صحراؤں سے ہار کر آ گئی

☆☆☆

O

گمرہی کے ڈگر
واہمے کارگر

آگ ہی آگ ہے
گل الاؤ کا گھر

صر صرِ صرصراں
کوئے لالہ کدھر

سحر کے سلسلے
ہو گئی ہے سحر

گرد احساس کی
اُڑ رہی ہے ادھر

دھول ہی دھول ہے
اے صراطِ سحر

کوئے احساس ہے
آگہی کی سحر

☆☆☆

O

ہر راہِ ہمالہ کہاں ہموار ملا ہے
اے لمحۂ حرماں کسے دلدار ملا ہے

گو لہر کی سسکار ملی ہے سرِ ساحل
ہر گھر سرِ ساحل کہاں مسمار ملا ہے

احصار محل آ کے اٹھائے کوئی لمحہ
گر وہم و گماں کار کا معمار ملا ہے

ملاح کے آڑے ہی رہے گا کوئی دھارا
احساس کی ہر لہر کو کردار ملا ہے

گو سرحد احساس سے ہے دور صدا گر
وہ درد و مساعد کا صدا کار ملا ہے

ہر وعدۂ طے کردہ کو مسمار کرے گا
ہر وعدۂ طے کردہ کا احصار ملا ہے

گو لالہ گل ہی سے رہا دور سدا دور
ہر مہک کدہ ہی اسے سرکار ملا ہے

ہر لمحہ اگر وصل کا در آئے سکوں ہو
درماں ہی سدا درد کو درکار ملا ہے

ہر درد و الائم ہے مری روح کا حصہ
ہر سوگ مرے روگ کا دلدار ملا ہے

☆☆☆

O

گر کے کوہ گراں
سر اُٹھائے کہاں

کارواں لہر کا
ساحلوں سے رواں

راکھ کی کوکھ سے
اُٹھ رہا ہے دھواں

دے سکوں کس طرح
دودِ وہم و گماں

سر سدرہ اڑا
طائرِ لا مکاں

اسودی لمس ہے
روحِ کامل کے ہاں

حاملِ درد کو
درد دے گا اماں

کوئے احساس کی
ہر گھڑی سرگراں

ماہِ کامل ملے
اے مہِ کاملاں

آدمی کے لئے
دُکھ کے کوہ گراں

دامِ آسودگی
آدمی کا گماں

دود ہی دود ہے
سرحدِ لا مکاں

گل کدوں کی مہک
اُڑ گئی ہے کہاں

☆☆☆

O

ہو رسائی کہاں
دور ہے آسماں

رگِ گل کٹ گئی
ہاں لہو ہے رواں

گرد ہی گرد ہے
اُٹھ گئے کارواں

آدمی کے لئے
راکھ کا ہے مکاں

دے کسے آسرا
دُودھ کا آسماں

آگے سدرہ سے ہے
اک دھواں ہی دھواں

ہے گماں کی ڈگر
اک رِہ سالکاں

آگ ہی آگ ہے
آدمی سر گراں

☆☆☆

O

وہ مہِ آسماں
وہ کہاں ہم کہاں

طائرِ روح کی
ڈالی ڈالی کہاں

لکھ رہا ہے ملک
لوحِ آسودگاں

گل کدوں کی مہک
موسمِ گُل کے ہاں

راہ مسدود ہے
دلدلی ہے سماں

کارِ کالک ملی
کوئلوں کی دکاں

کس طرح مل سکے
طائروں کو اماں

راکھ گر سرد ہے
کس لئے ہے دھواں

لوحِ دل کے لئے
کوئلہ ہے کہاں

☆☆☆

O

گردِ وہم و گماں
اَٹ گئے کارواں

ساگروں سے ملی
رودِ سوداگراں

رود ہے مصر کی
مصر کے دودماں

کوئی صر صر اُٹھی
گِر گئے گھر مکاں

ہے مکاں کی دُعا
مالکِ لا مکاں

آ رہی ہے صدا
ال اماں ال اماں

دھول کو اوڑھ کر
اُٹھ گئے کارواں

☆☆☆

O

دار کُہار اُٹھا کر لائے
سر سردار اُٹھا کر لائے

دوس کے مال اموال کا حصہ
ساہو کار اُٹھا کر لائے

عطر وصول کرے گا عاطر
گل عطار اُٹھا کر لائے

گھر کی ہر آسود سہا ہو
لوگ اُدھار اُٹھا کر لائے

سُد مُدرہ ہر گھر کی ڈولی
مرد کہار اُٹھا کر لائے

ٹوٹے مسطر کے ٹکڑوں کو
دائرہ کار اُٹھا کر لائے

رمک دمک روئے مر مر کی
ہم کہسار اُٹھا کر لائے

طرح طرح کے درد و الائم
طرح وار اُٹھا کر لائے

اہلِ دل کے ٹکڑے لاکھوں
حصہ دار اُٹھا کر لائے

☆☆☆

O

صحراؤں سے لو لگائے
آگ اور لُو کی گرمی کھائے

صرصر راہ ہموار کرے گی
کوئی روڑے لاکھ اڑائے

ہر راہی کو سرد کرے گی
یاس و الم کی سرد سرائے

کام کرے ٹھوکر سے کوئی
کوئی ٹھوکر کو ٹھکرائے

کوئی اس کو گلے لگا کر
رسوائی کو گلے لگائے

☆☆☆

O

دل دادہ مہلاؤں کے
محرم حرم سراؤں کے

عکاسی محلوں سے دور
گالے اور گھٹاؤں کے

اوس کی مالا ٹوٹ گئی
ہر سو ورد دعاؤں کے

اُلٹی راہوں کے راہی
کل ٹولے ملاؤں کے

اہل کرم سے کوسوں دور
سائل کار صداؤں کے

صحراؤں کی گرم ہوا
طائر دور گھٹاؤں کے

اوس کی لوس سے آلودہ
داؤدی گل ماؤں کے

☆☆☆

O

ماطر کل صحراؤں کے
ہمدم اُور گھٹاؤں کے

ہر سو گرد ہے صرصر کی
لوگ ہراساں گاؤں کے

عکاسی کے روح رواں
دعوے دار اداؤں کے

گھر گھر در در الگ الگ
لاکھ مسائل گاؤں کے

ٹوٹے دل کی آہِ رسا
مہکے کرم دُعاؤں کے

☆☆☆

O

لوگ ہمارے گاؤں کے
گرد آلود دُعاؤں کے

ٹھمری کی ٹھاٹھوں سے رواں
سرگم محل سراؤں کے

مرہم کاروں کو لاؤ
گہرے وار اداؤں کے

لُو کی گرمی کے حامل
طائر گرم ہواؤں کے

لوگ صداؤں سے عاری
ہم محکوم صداؤں کے

دار سے دور ملے کوسوں
کل سردار سراؤں کے

لطمۂ صر صر کے عادی
سُوری گل صحراؤں کے

☆☆☆

O

ساگر ہے کہاں سادہ
لہروں کا ہے دلدادہ

مسموم ارادوں کی
ہر راہ ملی جادہ

گر وصل کا وعدہ ہو
ہر لمحہ ہوں آمادہ

وہ روئے اسود ہے
ہر کس کا ہے دلدادہ

اس حکم عدولی کے
احکام کہاں سادہ

گر درد ہٹے دل کا
مسموم ہے آمادہ

اُس راہیٔ دوراں کو
ہمراہی ملے سادہ

☆☆☆

O

ارم سرا مہک کدہ
کِھلا کِھلا مہک کدہ

کِھلی رہی کلی کلی
کِھلا رہا مہک کدہ

اکارمِ عصارِ گل
کِھلا ہوا مہک کدہ

کئی گلوں کی ہے گلی
ہرا ہرا مہک کدہ

مآلِ گل سلگ اٹھے
ہے آگ سا مہک کدہ

اُٹھا کے کاسۂ گہر
کرے صدا مہک کدہ

اُٹھی ہے دہکی دہکی لو
ہَوا ہُوا مہک کدہ

☆☆☆

O

کارواں کارواں گرد ہی گرد ہے
سالکِ راہ رواں گرد ہی گرد ہے

اصطلاحِ سحر آسماں کے گہر
اے مہ کاملاں گرد ہی گرد ہے

لمحۂ کاہ کاہ ساطعِ مہر و ماہ
طالعِ کامراں گرد ہی گرد ہے

ہادیِ کاملاں لا مکاں ہے کہاں
حدِ وہم و گماں گرد ہی گرد ہے

دھول ہالے کی ہے اے ہلالِ گماں
آسماں آسماں گرد ہی گرد ہے

کوئی ہر لہر سے آ کے ٹکرائے گا
گو سرِ ساحلاں گرد ہی گرد ہے

ہر صراطِ دگر دھول کا ہے ڈگر
مدرکِ لا مکاں گرد ہی گرد ہے

☆☆☆

O

مالک آسماں دھول ہے گرد ہے
کامگر ہے دھواں دھول ہے گرد ہے

حکم ہے دھول کا دھول کی اول کا
رک گئے کارواں دھول ہے گرد ہے

سوکھی مٹی کا لس کارِ حرص و ہوس
داد رس ہے کہاں دھول ہے گرد ہے

ہر حدی کار کو دو گے حکمِ دَرا
آمر کارواں دھول ہے گرد ہے

کوئی ہو گا رِہا عدل کا ہے لکھا
عادلِ سرگراں دھول ہے گرد ہے

مری آہِ رساں اُڑ رہی ہے کہاں
گو سرِ آسماں دھول ہے گرد ہے

کردگارِ سحر مہر طالع کدھر
کہر کا ہے سماں دھول ہے گرد ہے

راہِ آوارگی راہِ آلودگی
راہ وہم و گماں دھول ہے گرد ہے

☆☆☆

O

آسماں ہے ڈھول کا
اِک گماں ہے ڈھول کا

آگ لہر لہر کی
اک دھواں ہے ڈھول کا

گردوں گردوں گرد ہے
دود ماں ہے ڈھول کا

آہوئے روئے سحر
اک سماں ہے دُھول کا

راہرو گم صم رہے
کارواں ہے دُھول کا

سرگراں صرصر ملی
سر کہاں ہے دُھول کا

اوس سے دھو ڈالئے
گر گماں ہے دُھول کا

دہر کا ہر آدمی
اک مکاں ہے دُھول ہے

☆☆☆

O

اک سماں ہے گرد گرد
کارواں ہے گرد گرد

گرد گرد ہے آہِ دل
آہ رساں ہے گرد گرد

طائروں کو ڈر کہاں
گر کماں ہے گرد گرد

کوئلوں کی راکھ سے
کولساں ہے گرد گرد

گھر سے کوسوں دور ہوں
گھر مکاں ہے گرد گرد

☆☆☆

O

درد اُٹھا ہے لمحہ لمحہ
حد سے سوا ہے لمحہ لمحہ

آہ رسی کا درس الالم
سہل ہوا ہے لمحہ لمحہ

رواں دواں اٹھوال رہے گا
حکم درا ہے لمحہ لمحہ

محل سراؤں کا ہر حاکم
حکم سرا ہے لمحہ لمحہ

کہساروں کی سرد ہوا سے
مور اڑا ہے لمحہ لمحہ

کاہی سرسوں ہری ہری ہے
دوس کھلا ہے لمحہ لمحہ

دم سادھے ہے کوئی سادھل
سادھو سا ہے لمحہ لمحہ

کوئی ماطر گھر گھر آئے
سرد صدا ہے لمحہ لمحہ

اہلِ دل سے اک دل آرا
دور ہوا ہے لمحہ لمحہ

در ہے کس کس اہل کرم کا
کاسہ دھرا ہے لمحہ لمحہ

☆☆☆

O

کم حوالی ملے
ہم سوالی ملے

عمر مسرور ہو
گر وصالی ملے

گردِ ہالہ سہی
مہ ہلالی ملے

گل گلالی کہاں
لہو کی لالی ملے

گو ہے اہلِ کرم
کم سوالی ملے

اے کلام ورع
درسِ حالی ملے

طائر آس کو
ڈالی ڈالی ملے

آسر آس کا
کوئی عالی ملے

طائرِ روح کو
کوئی ڈالی ملے

حاکمِ عصر کا
حکم عالی ملے

☆☆☆

O

کوئی کہر کا ڈھالا ہوگا
کوئی مہ کا ہالا ہوگا

کوئی ہو گا کوہِ مَروا
کوئی طور کا ڈھالا ہوگا

کوئی ہو گا سوری احمر
کوئی لہو کا لالا ہوگا

کوئی ہوگا ہاطلِ صحرا
کوئی ماطر ٹالا ہوگا

کوئی ہو گا سائر سولی
کوئی عمروں والا ہوگا

کوئی ہو گا دل کا مر مر
کوئی دل کا کالا ہوگا

کوئی ہو گا درد سے عاری
کوئی درد کا ڈھالا ہو گا

☆☆☆

O

موسم گل لہرائے گا
اوس کی آگ لگائے گا

گھاٹ سے گاگر آئے گی
باطل گھر گھر آئے گا

مال اموال کا رکھوالا
راس المال لٹائے گا

کہرے کا کہرام سہی
مہر دمک کر آئے گا

راول گائے گا دوہے
رامل رمل رمائے گا

کوئی سر کا سر آمد
سولی سے ٹکرائے گا

اہلِ کرم کا دلدادہ
روکھی سوکھی کھائے گا

عدلِ معدولہ سے کوئی
لوگوں کو اُکسائے گا

☆☆☆

O

کوئی در در آئے گا
کاسہ لے کر آئے گا

ہر سو ہو گی گردِ گماں
موسمِ صرصر آئے گا

عدل ملے گا ہر کس کو
عدل کا گوہر آئے گا

سوکھی سوکھی ڈالی سے
طائر اُڑ کر آئے گا

کھڑکی کو گر کھولو گے
ہر روٹھا در آئے گا

ساحل کے رکھوالوں سے
ساگر کو ڈر آئے گا

اگلی گلی کا ہو گا موڑ
ماہی کا گھر آئے گا

☆☆☆

O

درد سری ہے ڈالی ڈالی
ہری ہری ہے ڈالی ڈالی

وادی وادی سرد ہوا ہے
کوہِ مری ہے ڈالی ڈالی

سحر آلودہ ڈال ملا ہے
سحر گری ہے ڈالی ڈالی

سہما سہما ہے ہر طائر
ڈری ڈری ہے ڈالی ڈالی

☆☆☆

O

کہساری کردار ملے
ہر سو موردِ عار ملے

کاٹ سکوں دوئی کا گلا
دھاری دار کٹار ملے

صحرائے حارہ سے کہاں
ماطر موسلادھار ملے

للکارا موسیٰ کا عصا
مصر کا دعوے دار ملے

دوس کی لوس ہے ہری ہری
کوئی ساہو کار ملے

آمادہ ہے اہلِ عطا
کوئی کاسہ دار ملے

اسوہ گر کے ہمراہی
گر کامل کردار ملے

ہری ہری کائی کی طرح
ساحل کے احرار ملے

رہرو ہوگا آسودہ
راہ اگر ہموار ملے

☆☆☆

O

گل کی ہے گلگل
کِلکاری کا حل

ماہی کا ہالہ
اوڑھے گا ململ

دل کوہساروں کا
طاؤسوں کا دَل

گدڑی لعلوں کی
حرص و ہوس لاحل

گلہاروں کی لے
کلی کا مہکے کل

کسلِ وہم و گماں
وہم و گماں لا حل

لوگوں کو روکو
آگے ہے دلدل

☆☆☆

O

کوئی ہو اٹکل
ہوں گے مسائل حل

راکھ رمائے گی
سادھو کی سادھل

آگ لگائے گا
لُو کا طورِ عمل

سولی گلے لگا
اس کا حکم اٹل

صرصر سرک گئی
گرد گئی ہے ٹل

سسی کی سسکی
کہاں گئے محمل

گردوں کے آہو
صحراؤں کا دل

آئے گی سرکار
صدی گئی ہے ڈھل

☆☆☆

O

اوس سما سے آئے گی
گلگوں آگ لگائے گی

گردِ صحرا کی ملکہ
ململ کو ٹھکرائے گی

ڈالی ڈالی ہوگی دھوم
کوئل سرگم گائے گی

کوہِ الائم کے رہرو
اک کھائی در آئے گی

اُٹھے گی کالی صرصر
گردِ راہ اڑائے گی

دل سے اُٹھ کر آہِ رسا
آس کے محل اُٹھائے گی

ہر اک سطرِ آوارہ
عارِدِ لوح مٹائے گی

☆☆☆

O

کم دلائل ہو گئے
حل مسائل ہو گئے

دہر کے اہل دول
اس کے سائل ہو گئے

روئے احمر کی رمک
لوگ مائل ہو گئے

ہے لہو سر سے رواں
مہر گھائل ہو گئے

حال اہلِ وصل کا
کم رسائل ہو گئے

ملکۂ کوہسار کے
گم عمائل ہو گئے

دور ہے دلی کہاں
گر وسائل ہو گئے

وہ ہے سمرا سرمئی
لاکھ گھائل ہو گئے

وہ ہے دودِ آسماں
گم دلائل ہو گئے

☆☆☆

O

راہ سے ہٹ گئے
حوصلے گھٹ گئے

آس کے کارواں
دھول سے اَٹ گئے

رگ گل کی طرح
گل کدے کٹ گئے

گھاس اُگ آئے گی
دوس گر گھٹ گئے

لہر کی گرد سے
ساحلی اٹ گئے

☆☆☆

O

ارادۂ دھمال ہے
کمال ہی کمال ہے

ہمالہ کوہِ عُسر کا
وہ سر کرے محال ہے

سرِ معاد وا ہوا
کہاں کوئی رمال ہے

حواس و آس کا سکوں
اداس ہے ملال ہے

حصارِ سرِ آدمی
محال ہی محال ہے

صدورِ عملِ عالماں
معلمِ ملال ہے

کہاں ہے کوئی آدمی
اکال ہے دکال ہے

مہک کدوں کا آسرا
گلوں کا ہر مآل ہے

حصارِ ماہِ آسماں
وہ ہالۂ ہلال ہے

کمال درکِ آگہی
کہاں کوئی سوال ہے

☆☆☆

O

صحرا ھو کا ہوگا
موسم لو کا ہوگا

کہاں گئی ہے کوئل
ڈال ہی سوکھا ہوگا

ہر اِک حملہ ہے مہلک
وار عدو کا ہوگا

روگی روگ لگائے
کرم گرو کا ہوگا

ڈالی ڈالی سسکی
گلدم کُوکا ہوگا

آہوں کا ہے سرگم
راگ لہو کا ہوگا

کسک ہے ٹوٹے دل کی
الم کسو کا ہوگا

☆☆☆

O

رہ گر کوئی حادہ ہے
رہوار اکادہ ہے

ٹکراؤ ہے لہروں کا
ساحل کا اعادہ ہے

دلدل ہے طلائی اگر
دلدل دلدادہ ہے

ٹکرائے سما سے سر
آہوں کا ارادہ ہے

ہے محور آہوں کا
گو آدمی سادہ ہے

☆☆☆

O

آگ ہی آگ ہے اٹھ رہا ہے دھواں
گو کٹہرے کئی عدل والے کہاں

اٹھ رہی ہے صدا الاماں الاماں
ہاں گراں عہد ہے، عہد ہے سرگراں

وہ مرے دام سے دامِ اوہام سے
سرِ سِدرہ اُڑا طائرِ آسماں

رگِ دلدار دے کس طرح آسرا
اے دُعا رسا دور ہے لامکاں

وہ مری سادگی وہ مری آگہی
دور اس سے رہوں وہ ہے روحِ رواں

صرصرِ وہم کی دھول ہے گرد ہے
گردِ صحرا ملی اُٹھ گئے کارواں

کامگارِ سحر کہر ہی کہر ہے
آس کو آسرا مہر دے گا کہاں

وہم کے گدھ کئی کوئی کاگا ملے
کہاں محدود ہے وادیٔ کرگساں

☆☆☆

O

آہِ دل آسود ہوئی
کڑوی آک کا دود ہوئی

حرص و ہوس سے آلودہ
عمرِ رواں مردود ہوئی

اُٹھ اُٹھ کر صحراؤں سے
صرصر گرد آلود ہوئی

سِدرہ کی رہ سے آگے
ہر اِک رہ مسدود ہوئی

ساگر کی ملہاروں سے
لہر لہر کا مود ہوئی

حوصلے دائرہ کاروں کے
ہر سرحد محدود ہوئی

ہے ہموار صراطِ ارم
سہل دُعائے ہوڈ ہوئی

اہلِ دول کی دلدل سے
گلی گلی آلود ہوئی

دے گی سکوں ہر گورِ عدم
گر حمدِ محمود ہوئی

☆☆☆
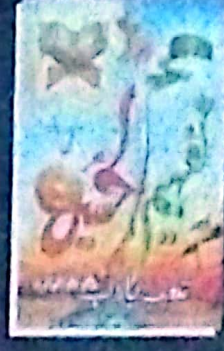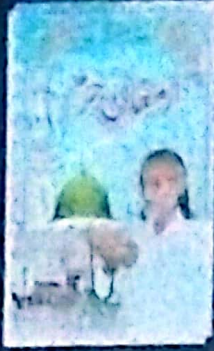
کہاں در در کی ٹھوکر کھا رہا ہوں
درِ احساس کو کھٹکا رہا ہوں
مہک آئے گی ہر اک گل کدے سے
لہو سے عطرِ گل مہکا رہا ہوں
کروں گا سر ہر اک کوہ الالم
ہر اک کوہسار سے ٹکرا رہا ہوں
اٹھا ہے کُہر کا کہرام ہر سُو
سحر کی سرحدوں سے آ رہا ہوں
دھواں کڑوا ہے کس آلودگی کا
کہاں سگرٹ کوئی سلگا رہا ہوں